

خواتین اسلام کی بہادری

یعنی

مسلمان عورتوں کی جنگی اور اخلاقی شجاعت کے

کارنامے

از

سید سلیمان ندوی

بہت اہم سولوی مسعود علی حساندی

در مطبع معارف اعظم گڑھ طبع شد

طبع دوم ۱۳۳۵ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مسلمان عورتوں کی بہادری

یورپ کے گولڈن ڈیڈس میں سب سے زہین کا زمانہ ایک بہادر عورت کا واقعہ ہے جسے موقع جنگ پر نیپولین کے مقابلہ میں ایک سپاہی کا کام انجام دیا تھا۔ مشہور ہے کہ جب نیپولین بونا پارٹ پر تھکا کی مہم سر کر چکا تو اپنے بھائی جوزف کو یہاں اپنا قائم مقام چھوڑ کر اسپین کی طرف بڑھا، دار السلطنت آرگن کے شہر زراگونزا (سرقوسہ) میں دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا، اسپین نے جنگی طاقت کے علاوہ قومی جوش سے بھی اس فتنہ کو فرو کرنا چاہا، تمام ملک میں وطن اور قوم کی بجائے پکاری جانے لگی، اور ہر شخص اپنے ملک کی جان فدا کرنے پر مستعد ہو گیا، اس موقع پر جنس انسانی کے ایک کمزور اور نازک طبقہ نے بھی حتی الامکان وطن کے لیے جان فربشی کی،

عورتوں اور ضعیف بچوں کی سرفروشی اور کیا ہو سکتی تھی؟ انھوں نے مجروح سپاہیوں کی خدمت کی، کوئٹھ بیوریٹھانے عورتوں اور بچوں کی ایک جماعت ترتیب دی جن کے متعلق یہ خدمت سپرد کی کہ موقع جنگ پر سپاہیوں کو کھانا پینہ و نچائین، زخمی سپاہیوں کو میدان کارزار سے اٹھا لائیں، انکی تیمارداری کریں، ان کی مرہم چھڑکیں ایسی جنگی تاریخ کا ایک پُر فخر واقعہ یہ ہے، کہ اگسٹینازراگونزا ایک دن ایک سپاہی کا

کھانا لیے جاتی تھی کہ اُٹھنا سے ایک خوفناک سین اُسکو نظر آیا عین معرکہ میں ایک گولہ انداز سپاہی کو گولی لگی اور وہ گر گیا، دوسرے سپاہی کھڑے ہیں اور ہمت کرتے ہیں کہ مقتول سپاہی کی جگہ کھڑے ہو کر دشمن کو ادھر آنے سے روکیں، مگر بدوق کی گولیاں ان پر زور دن سے برس رہی تھیں کہ آگے بڑھتے ہوئے لوگوں کے قدم ٹگ رہے تھے بہادر اگسٹینا دوڑ کر مقتول سپاہی کی جگہ پر پہنچی، اور اس توپ میں جسکو مقتول سپاہی نے ٹھیک نشانوں کے نشانے پر رکھا تھا دیا سلائی لگا دی اور اخیر معرکہ تک اُسکا دست بہت شل ہوا اور برابر کام کرتی رہی،

اختتام جنگ پر اگسٹینا کو معلوم ہوا کہ اُس نے اپنے شوہر کی طرف سے یہ خدمت ادا کی جسکی مردہ لاش توپ کے پیچھے پڑی تھی، ملک و قوم نے اگسٹینا کی اس خدمت کو اس نگاہِ عزت سے دیکھا کہ جب تک وہ زندہ رہی سلطنت سے اُسکو وظیفہ ملتا رہا، یورپ میں اربابِ قلم نے گولڈن ڈیڈس کے سب سے قیمتی اور قابلِ عزت سلسلہ واقعات میں اسکا ذکر کیا،

جان آف آرک یورپ کی ایک بہادر عورت تھی جس نے مردانہ لباس پہن کر بطور سپاہی لار کے مشہور **آرلینس** کا محاصرہ کیا، پیٹے کی لڑائی میں انگریزوں کو شکست دی اور چارلس پنجم کو تخت پر بٹھایا، اُس کے جرم پر کہ اُس میں یہ افوق الفطرت قوتِ بزورِ سحر ہے جلا دی گئی، جان کے کارناموں کی انتہا سے شہرت یہ ہے کہ اسکو کابچہ بچا اس کے واقف ہے، اور اب مشہور **آرلینس** یورپ نے اس کے ولید ہونی کو تسلیم کر لیا،

اس کے مقابل میں ہماری قومی تاریخوں میں اس قسم کے بیسیوں واقعات ہیں لیکن افسوس ہے کہ ہمارے کان اُن سے آشنا نہیں ہیں اور افسوس ہے کہ انہیں ہیں، اسلام سے پہلے بھی عرب میں یہ دستور تھا کہ معرکہ میں غور تین بھی مردوں کے ساتھ شریک رہتی تھیں

عورتوں اور بچوں کی جماعت صفت جنگ سے پیچھے رہتی تھی، انکا کام یہ ہوتا تھا کہ عورتوں
 سپاہیوں کی تیمارداری کریں، گھوڑوں کی خدمت کریں، اپنے بہادر شہرہوں کو آرام
 پہنچائیں، اسلاف کے تاریخی کارناموں کے بجز سے جوش پیدا کریں، نینم کے مقتول سپاہیوں کے
 ہتھیار کھولیں، بھانگوں کو گرفتار کریں، اور قیدیوں کی حفاظت کریں،
 عرب کا مشہور شاعر عمر بن کاسم فخر کے احقر ہیں کہتا ہے،

علی انار نا بیض حسن لخواذ ان تقسم و قوت

ہماری صف کے پیچھے حسین گوری حور ہیں بن ہلو برابر، ہا ہا ہا ہا ہا ہا ہا

اخذن علی بعولھن عھدا اذا لاقی کتا تبہ عھدا

اور دشمن اپنے قبضہ نہ پائیں ان عورتوں نے یہاں قال میں جا بڑائی کا یہ تو بات

لکی سلبن افراس و بیضا واسی فی احوال و مقربا

عدے لیا ہے وہ ہاں ساتھ ساتھ لے لے جاتی ہیں تاکا انوت سے ملے، اور

ضعا ن من بنی جشم بن بکی خلطن بمیسیم مسیما و میما

اور دشمنوں کو گرفتار کر لیں چشم بن بکر کے مانڈن کی سوتیں ہیں جنہیں میں نے مانتا ہوں

یقنن جیادنا و یقلن لستم بعولتنا اذ ہم قعدا و قعدا

اور غریب بھی ہمارے گھوڑوں کی خدمت کرتی ہیں، انکا قول ہے کہ کہ تم مجھے شہادت دیا ہو، ہاں

اسلام میں بھی یہ قدیم دستور قائم رہا، جہاد میں برابر مردوں کے ساتھ خاتونیں

شریک رہتی تھیں، بخاری میں ہے کہ غزوہ احد میں ام البنین حضرت عائشہؓ کے ساتھ تھیں

سے شک بھر بھر کر زخمی سپاہیوں کو پانی پلاتی تھیں، ان کے ساتھ تھیں، مسند احمد میں ہے

دو اور صحابیہ بھی اس خدمت میں شریک تھیں،

حدث ابو نعیم نے روایت کی ہے کہ جنگ خیبر میں فوج کے ساتھ چھ عورتیں بھی مدینہ سے چلی تھیں رسول اللہ کو اسکی خبر نہ تھی، جب معلوم ہوا تو رسول اللہ نے غضب و نفرت کے لہجہ میں ان سے فرمایا کہ تم کو کس نے فوج کے ساتھ آنے کی اجازت دی، ان عورتوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! ہمارے ساتھ دو امین بن ہم زنجیر کو مرہم لگائیں گے بدن سے تیر نکالیں گے، کھانے کا انتظام کریں گے، آپ نے فرمایا خیر ظہر، جب تیسرے فتح ہوا تو اورسپاہیوں کے ساتھ ان عورتوں کو بھی رسول اللہ نے مال غنیمت سے حصہ دیا، ام سلمہ اور انصار کی چند عورتیں انھیں خدبات کے لیے اکثر غزوہ دون میں شریک رہی ہیں، ربیع بنت معوذہ اور عورتوں نے شہداء اور مجروحین کو احد کے میدان جنگ سے اٹھا کر مدینہ لانے کی خدمت انجام دی تھی، ام رقیہ صحابیہ ایک خیمہ تھا جس میں ہر نیکو مرہم پٹی کرتی تھیں، ام زیاد اشجیہ اور دوسری پانچ عورتوں نے غزوہ خیبر میں چرخہ کاٹ کر مسلمانوں کو مدد دی تھی، وہ میدان سے تیر اٹھا کر لاتی تھیں، اور سپاہیوں کو سنبھلاتی تھیں، حضرت ام عطیہ نے سات غزوات میں صحابہ کے لیے کھانا پکایا تھا،

ابن جریر طبری ایک موقع پر لکھتا ہے، کہ مسلمانوں نے اپنے مقتولین کو ایک جگہ جمع کر کے صاف سے پیچھے ڈال دیا، اور جو لوگ مقتولین کی تمہیز و تکفین کے لیے متعین تھے وہ مجروحین کو عورتوں کے سپرد کرتے اور جوشہدا ہوتے انکو دفن کر دیتے، اغواث اور ارمات کی لڑائیوں میں جو فتح فادیسہ کے سلسلے میں لڑی گئی تھیں، عورتیں اور بچے قبر کھودتے تھے،

له بود او فتح خيبر له بود او و جلد اصفیه ۲۵۲، ۲۵۳ بخاری کتاب الطب له بود او و جلد اصفیه ۲۵۴

صحیح مسلم ج ۲ صفحہ ۱۰۵، مصرعہ طبری مضبوطیورپیہ جلد ۶ صفحہ ۱۳۳، کتابت ایضاً جلد ۶ صفحہ ۴۷۲

قادیسیہ کی لڑائی کا واقعہ ایک عورت جو موقع جنگ پر موجود تھی اس طرح بیان کرتی ہے کہ جب لڑائی کا خاتمہ ہو چکا تو ہم اپنے کپڑے کس کس کر رہ سگاہ کی طرف چلے ہمارے ہاتھوں میں لاشیاں تھیں، میدان میں جان کوئی مسلمان جو مرج سپاہی نظر آیا اسکو اٹھالیا، مذکورہ بالا واقعات مذہبی دلولہ قومی ہمدی، اور بہادری کے علاوہ ان خدمات کی بھی تفصیل معلوم ہوتی ہے جو لڑائیوں میں عورتوں کے متعلق تھیں،

(۱) زخمیوں کو بانی پلانا،

(۲) فوج کے کھانے کا انتظام،

(۳) قبر کھودنا،

(۴) مجروح سپاہیوں کو معرکہ جنگ سے اٹھالانا،

(۵) دشمنی سپاہیوں کی تیار داری کرنا،

(۶) ضرورت کے وقت فوج کو ہست دلا نا اور انکی امداد کرنا،

قرن اول کی تمام لڑائیوں کا مرتبہ ایک ایک کر کے تم اپنے سامنے رکھو عموماً صفت جنگ کے پیچھے تم عورتوں کو اپنے اداسے فرس میں مشغول پاؤ گے، مسلمان عورتوں کی سب سے آخری خدمت کے متعلق تفصیل واقعات کی ضرورت ہے جس سے یہ معلوم ہوگا کہ مسلمانوں کا یہ کفر و بطہ اس نازک خدمت کو کس خوبی سے انجام دیتا تھا،

حضرت انس بن مالک، خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ام سلمہ عموماً غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا کرتی تھیں، حضرت طلحہ بن عوف بن عبدالمطلب کو اس کی خبر دی تو بولیں کہ تم نے جس شخص کی نصرت اپنی ماں اور عیبت عبدالمطلب کو اس کی خبر دی تو بولیں کہ تم نے جس شخص کی نصرت

کی، وہ اسکا سب سے زیادہ مستحق تھا، اگر مردوں کی طرح مجھ میں بھی استطاعت ہوتی تو میں آپ کی حفاظت کرتی اور آپ کی طرف سے لڑتی،

غزوہ خندق میں رسول اللہ اور تمام صحابہ یودیوں سے لڑ رہے تھے کہ بنو قریظہ لڑتے لڑتے اس مقام کے قریب پہنچ گئے جہاں مسلمان عورتیں اور بچے چھپے تھے، بنو قریظہ اور مسلمان عورتوں کے درمیان کوئی ایسی فوج نہ تھی جو عورتوں کی حفاظت کر سکے، اسی اثنا میں ایک یہودی ان عورتوں کی طرف نکل آیا، خوف یہ تھا کہ اگر یہ یہودی بنو قریظہ سے کہہ آئے کہ ادھر عورتیں ہیں تو میدان خالی یا کردہ عورتوں پر حملہ کر دیں گے حضرت صفیہؓ نے جو رسول اللہ کی بیوی تھیں اور حضرت زبیرؓ کی والدہ تھیں حضرت حسان بن ثابتؓ سے کہا کہ اس یہودی کو قتل کر دو حضرت حسانؓ نے عذر کیا، آخر حضرت صفیہؓ خیمہ کا ایک ستون لیکر خود اتریں اور اس یہودی کو اسی ستون سے دھین مار کر گرا دیا، مورخ ابن اثیر جزیری نے لکھا ہے کہ یہ پہلی ببادری تھی جو ایک مسلمان عورت سے ظاہر ہوئی،

ام عمارہ ایک مشہور صحابیہ تھیں قبل از ہجرت مقام عقبہ میں جب مدینہ کے مسلمانوں نے کفار قریش سے چھپ کر رسول اللہ کی امداد اور اسلام کی اشاعت کے لیے رسول اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی تو اس مختصر جماعت میں جو اسلام کی سب سے پہلی جماعت تھی ام عمارہ بھی شریک تھیں، اسلامی تاریخ میں اسی واقعہ کو بیعت عقبہ کہتے ہیں، سہ ماہ میں جب رسول اللہ نے حج کی نیت سے مکہ معظمہ کا ارادہ کیا اور مکہ میں داخل ہونے کے لیے قریش سے آپ نے اجازت مانگی اور حضرت عثمانؓ مسلمانوں کی طرف سے سفیر بن کر گئے، تو یہ خبر مشہور ہوئی کہ قریش نے حضرت عثمانؓ کو قتل کر ڈالا، اس وقت تمام صحابہؓ سے

۱۔ امتیاع تذکرہ حضرت طلیب بن عیرؓ ۲۔ اسد الغابہ تذکرہ حضرت صفیہؓ،

رسول مصلح نے کفار قریش سے لڑنے اور مرنے پر بیعت لی، جو تاریخ اسلام میں بیعت رضوان کے نام سے مشہور ہے ام عمارہؓ اس بیعت رضوان میں بھی شریک تھیں، مسلمانوں کی طرف سے اپنے شوہر زید بن عاصم کے ساتھ جنگ احدین بھی موجود تھیں، بلکہ عین اہم وقت جب احدین عام مسلمانوں کے پاؤں اکٹھا کئے تھے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کفار بڑھ بڑھ کے وار کر رہے تھے، اور جان نثار لگے آکر اپنی جانیں قربان کر رہے تھے، یہ بہادر خاتون بھی تیغ بہت حملہ آوروں کو مار مار کر پیچھے ہٹا رہی تھیں، اس دن کئی زخم اُن کے دست و بازو میں آئے تھے، اسی طرح دیگر غزوات میں بھی اُن سے بے مثال بہادری کے کارنامے ظہور میں آئے ہیں، حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ میں میلہ کذاب نے ادعائے نبوت کیا اور مقام یمامہ میں ایک خونریز لڑائی کے بعد مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا گیا اس جنگ میں جو جنگ یمامہ کے نام سے مشہور ہے ام عمارہؓ بھی شریک تھیں، اور جب تک انکا ہاتھ زخمی نہ ہوا دشمنوں سے لڑتی رہیں، اس دن ام عمارہؓ کو بارہ زخم لگے تھے،

حضرت فاروق اعظمؓ کے زمانہ میں اسلام کو جزیرہ نما عرب سے باہر قدم رکھنے کے لیے مشرق کے اُن دو پُر زور طاقتوں سے مقابلہ کرنا پڑا جو دنیا میں روم اور ایران کے عیسائیوں سے مشہور ہیں رومینوں کا وہ سب سے خونریز معرکہ جیسرؓ کی قسمت کا آخری فیصلہ ہوا، جنگ یزموک ہے، اور ایرانیوں کی وہ سب سے آخری پُر زور کوشش جس سے زیادہ زور و قوت صرف کرنا تخت کیانی کے امکان میں نہ تھا، جنگ قادسیہ پہلے یہ دونوں سرکے تاریخ اسلام کے بہترین کارنامے ہیں جنھوں نے دنیا میں پھیلنے کے لیے اسلام کا راستہ صاف کر دیا،

لیکن ان دونوں واقعوں میں مسلمانوں کی فتحیابی، خدشات اسلام کے زور بازو اور آتش بیانی کی ممنون ہے محرم مکملہ ہجری میں مسلمانوں اور ایرانیوں میں مقام قادیسیہ پر صفت ابلہ ہوا، ایرانیوں کی جمعیت ایک لاکھ سے زیادہ تھی اور مسلمان کچھ اور پرتیس ہزار تھے، اس معرکہ میں کئی ہزار مسلمان شہید اور زخمی ہوئے عورتوں اور بچوں نے شہدائی کی، قبرین کھودیں، اور مجروحوں کو میدان جنگ سے اٹھالائے اور انکی تیمارداری کی، قادیسیہ کی لڑائی میں عورتوں کو کس قدر جوش تھا، اسکا اظہار ذیل کی تقریر سے ہوگا جو قبیلہ نضج کی ایک بوڑھی عورت نے اپنے بیٹوں کو میدان جنگ میں بھیجتے وقت کی تھی،

اَلکَلَمَ سَلِّمْتُمْ فَلَمْ تَبْدُلُوْا هَاجَتُمْ فَلَمْ
تَثْرَبُوْا وَلَمْ تَنْبِیْکُمُ الْاَبِلَادُ وَلَمْ تَحْمِیْکُمُ
السَّنَةُ ثُمَّ جِئْتُمْ بِاَمِّکُمْ عَجُوْثًا کَسْبِیْرَةً
فَوَضَعْتُمُوْهَا بَیْنَ اَیْدِیْ اَهْلِ فَاوِسَ
یٰوَدَّ اللّٰهُ اَنْکُمْ بَنُوْ رَجُلٍ وَّاحِدٍ کَمَا اَنْکُمْ
بَنُوْا امْرَاةً وَّاحِدَةً مَا خُنْتُ اَبَاکُمْ
وَلَا فَضَحْتُ خَالِکُمْ اَنْطَلَقُوْا وَاَشْهَدُوْا
اَدْلٰ اَلْقَتَالَ وَاَخِیْرَ

پیارے بیٹو! تم سلام کہتے مگر بدل دیا، تم ہجرت کی تو تم کو کسی نے علامت نہ کی، تمہارا وطن تمہارے ناموافق نہ تھا، تم پر قحط پڑا تھا، تم نے اپنی بوڑھی ماں کو اپنے ساتھ لاکر ابن فائس کے سامنے ڈال دیا، خدا کی قسم تم ایک باپ کی اولاد ہو جس طرح تم ایک ماں کی اولاد ہو، میں نے تمہارے باپ سے خیانت کی اور نہ میں نے تمہارے ماموں کی فیضیت کی، کہاؤ اور شروع

سے اخیر تک لڑو

(طبری جلد ۷ ص ۲۳۰)

بیٹوں نے ایک ساتھ دشمنوں پر حملہ کیا، اور بوڑھی بہادری سے لڑے جب نظروں سے غائب ہو گئے، تو اُس بوڑھی عورت نے دعا کو ہاتھ اٹھایا کہ خدایا میرے بچوں کو بچانا، اقسام جنگ پر بہادر بیٹے صحیح و سالم اپنی ماں کے پاس آئے اور غنیمت کا مالِ ماں کے

آگے ڈال دیا،

جنگ قادسیہ میں عرب کی مشہور شاعرہ خنساء بھی شریک تھی، خنساء کے ساتھ اُسکے چاروں بیٹے بھی تھے، شب کے ابتدائی حصہ میں جب ہر سپاہی صبح کے ہوناک منظر پر غور کر رہا تھا آتش زبان شاعرہ نے اپنے بیٹوں کو یوں جوش لانا شروع کیا،

یا بئی انکم! مسلمتم دھا جرتم فختا رین پیارے بیٹو! تم اپنی خواہش سے مسلمان ہو سے
دو الله الذی لا اله غیرہ انکم بنو حنبل اور ہجرت کی وحدہ لا شریک کی قسم کہ تم
واحد کما انکم بنو امرءة واحدہ فخت جس طرح ایک ماں کے بیٹے ہو ایک باپ کے بھی
اباکم ولا فضحت خالکم ولا جنت بیٹے ہو زمین نے تمہارے باپ سے بددیانتی نہیں
حسبکم ولا غیرت نسبکم وقد تعلمون ما کی اور نہ تمہارے ماموں کو ذلیل کیا، اور نہ تمہارے
احد الله للمسلمین من التثاقل بالجریل حسب نسب میں داغ لگایا، جو ثواب عظیم خدا نے
فی حوب الکافین واعلموا ان الدار کافروں سے لڑنے میں مسلمانوں کے لیے رکھا جو جرم
الباقیۃ خبر من البدار الغانیۃ اُسکو خود جانتے ہو خوب سمجھ لو کہ آخرت جو ہمیشہ رہنے والی
یقول الله عن وجل یا ایہا الذین امنوا ہے اس دار فانی سے بترس جاؤ، خدائے پاک فرما ہے،
اصبروا وصابروا ورا بطوا واتقوا الله مسلمانو! صبر کرو اور استقلال سے کام لو نہ ترسو، اور

سلاہ دونوں واقعے موقع جنگ تعداد اولاد اور بعض الفاظ کے اتحاد سے ایک ہی معلوم ہوتے ہیں لیکن بعض اختلافات بھی ایسے ہیں جو ایک واقعہ نہیں ہونے دیتے، پہلی عورت قبیلہ نضج کی ہے، خنساء قبیلہ سلم کی ہے پہلی عورت کی مختار و کاہدہ تقریر جو دوسری عورت کی تقریر سے زیادہ فصاحت و جوش سے لبریز ہے جو خنساء کے نمایاں شان ہے بطوری نے پہلی عورت کے متعلق لکھا ہے کہ اُسکے بیٹے مال غنیمت لیکر صحیح و سالم واپس آگئے، ابن اثیر نے دوسری عورت کے متعلق لکھا ہے کہ اُسکے بیٹے شہید ہوئے اور اُنکی تنخواہ حضرت عمرؓ کی ماں کو دیا گئے تھے، دائد علم

دَعَلَمُ قَتْلُون، فَأَخَذَ أَصْحَابَهُمُ غُلَّانَ شَاءَ
 اللَّهُ سَالِمِينَ فَأَعْلَدُوا لِي قِتَالِ عَدُوِّكُمْ
 مُسْتَبْصِرِينَ وَبِاللَّهِ عَلَى أَعْدَائِهِ مُسْتَنْصِرِينَ
 وَأَخَذَ أَرْبَعِينَ الْحَرْبِ قَدْ شَمَرَتْ عَنْ سَاقِهَا
 وَاضْطَرَمَّتْ نَظْفَةً عَلَى سَاقِهَا، وَحَلَّتْ
 نَارُ أَعْلَى دَوَاقِهَا فَيَتَمَوُّا وَحَيْسَهَا وَجَالِدُوا
 رَأَيْسَهَا عِنْدَ احْتِدَامِ نَحْمِيسَهَا تَنْظِفُوا
 بِالْغَنَمِ وَالْكَرَامَةِ فِي دَارِ الْحُلَّةِ الْمَقَامَةِ

(اسلامی نامہ ابن اثیر جزری جلد ۲ صفحہ ۲۲۴)

تاکر تم کامیاب ہو۔ کل جب خیریت سے تم نشا ابھد
 صبح کرو تو تجربہ کاری کے ساتھ اور خدا سے نفرت
 کی دعا مانگتے ہوئے دشمنوں پر چھٹ پڑنا، اور جب
 دیکھنا کہ لڑائی زور و زور پر ہے اور ہر طرف اُس کے
 شعلے پھڑک رہے ہیں، تو تم خاص آتش دان جنگ
 کی طرف رخ کرنا اور جب دیکھنا کہ فوج غصے سے
 آگ ہو رہی ہے تو غنیم کے سپہ سالار پر ٹوٹ پڑنا اور
 کہہ کہ تم دنیا میں مال غنیمت اور عیشی میں عیش

صبح کو جنگ چھڑتے ہی غنا کے چاروں بیٹے بیکارگی دشمنوں پر چھٹ پڑے اور آخر
 کو بڑی بہادری سے چاروں لڑ کر شہید ہوئے، غنا کو جب یہ خبر پہنچی تو اُسے کہا، اُوں خدا کا
 شکر ہے جسے بیٹوں کی شہادت کا مجھے شرف بخشا حضرت عمرؓ ۸۰۰ دینار غنا کو اُس کے چاروں
 بیٹوں کی سخاوت کے دیا کرتے تھے،

واقعہ جبر کے بعد جمین مسلمانوں کو ایرانیوں کے مقابلہ میں سخت ہزیمت اٹھانی
 پڑی تھی، ایک دوسرا ہولناک معرکہ ہوا جو جنگ یو مہ کے نام سے مشہور ہے۔ جنگ یو مہ میں
 جسکو جنگ قادسیہ کی تسمیہ دیکھنا چاہیے مسلمانوں کو، ایرانیوں کا بہت سا سامان رسد ہاتھ آگیا
 مسلمان بخیر، توں کو روزِ مگاہ سے بہت پیچھے چھوڑ گئے تھے کھانے کا انتظام چونکہ عورتوں ہی سے
 متعلق تھا اسلئے دشمنی نے جو اس وقت فوج کا سپہ سالار تھا، یہ سارا سامان فوج کے ایک رسالے
 کی حفاظت میں عورتوں کے پاس بھیج دیا، یہ رسالہ گھوڑے اُڑاتا ہوا عورتوں کی فرد دگاہ

کی طرف چلا، عورتیں سمجھیں کہ دشمن چڑھ آئے ہیں، عورتوں کے خیموں میں اسلحہ کہاں سے آئے
 بچوں کو پیچھے کھڑا کیا، اور خود ہتھیار خمیہ کی چوبین لے لیکر حملے کے لیے کھڑی ہو گئیں، عمر بن عبد السلام
 جو اس رسالہ کا نسر تھا پکا لاکہ اسلامی فوج کی عورتوں کو بیشک ایسا ہی بہادر ہونا چاہیے،
 یہ کہہ کر اس نے عورتوں کو مسلمانوں کی فتح کی خوشخبری سنائی، اور چیزیں ان کے سپرد کیں،

میسان کی لڑائی میں اس سے بھی ایک عجیب بہادری عورتوں سے ظاہر ہوئی کہ دیکھو
 وجہ کے قریب اہل میسان اور مسلمانوں کا سامنا ہوا، مغیرہ جو اس وقت فوج کے سپہ سالار تھے
 میدان جنگ سے عورتوں کو بہت پیچھے چھوڑ آئے تھے، دونوں فوجوں میں گھسان کی
 لڑائی ہو رہی تھی کہ اردو بنت حارث نے جو طبیب العرب کلدہ کی پوتی تھیں، عورتوں کے
 کہا کہ اگر ہم اس وقت مسلمانوں کی مدد کرتے تو نہایت مناسب ہوتا، کیونکہ انھوں نے اپنے دوپٹے
 کا ایک بڑا علم بنایا اور عورتوں نے بھی اپنے اپنے دوپٹوں کی جھنڈیاں بنائیں، دونوں
 طرف کے بہادر دل توڑ کر حملے کر رہے تھے کہ اس سامان کے ساتھ عورتیں پرچم اڑاتی ہوئی
 فوج کے قریب پہنچ گئیں یہ سمجھ کر کہ مسلمانوں کی امداد کو ایک تازہ دم فوج اور پہنچ گئی،
 غنیم کے بازو سست پڑ گئے، اور ان کی آن میں یہ سیاہ بادل بھٹ گیا،

عہد صدیقی میں اول اول مسئلہ ہجری میں مسلمانوں نے دمشق پر لشکر کشی کی، چند
 معرکوں کے بعد اہل دمشق قلعہ بند ہو گئے، مسلمان دمشق کا محاصرہ کیے ہوئے پڑے تھے کہ
 معلوم ہوا کہ نوے ہزار رومی بڑے سرد سامان کے ساتھ اجنادین میں جمع ہو رہے ہیں مسلمانوں
 کی فوج ہنتر طور سے تمام ملک شام میں پھیلی ہوئی تھی، حضرت ابو عبیدہ اور خالد بن ولید
 کی جو عراق کو پامال کر کے دمشق میں آ کر مل گئے تھے یہ اسے قرار پائی کہ کھل اسلامی فوج کو

سمیٹ کر ایک جگہ جمع ہونا چاہیے، ان فوجوں کی مجموعی تعداد چوبیس ہزار تھی، کل نسران اسلام
جہاں جہاں تھے اپنی اپنی فوجیں لیے ہوئے اجنادین کی طرف بڑھے،

ابو عبیدہ اور خالد نے بھی دمشق کا محاصرہ چھوڑ کر اجنادین کی طرف باگ اٹھائی حضرت
خالد فوج کے آگے آگے جا رہے تھے اور حضرت ابو عبیدہ تھوڑی فوج کے ساتھ عورتوں اور
بچوں کر لیے ہوئے منہ خیمے اور سامانِ رسد کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے اہل دمشق نے دیکھا کہ
مسلمان ڈیرے خیمے اٹھائے لے پھندے جا رہے ہیں، انکو یہ تمام کاموقع نہایت مناسب
معلوم ہوا قلعہ کے پھاٹک کھول کر فوراً پیچھے سے حملہ کر دیا، قیصر روم نے دمشق کے لیے کچھ مدد دی
فوجیں بھی تھیں، اتفاق سے عین وقت پر وہ بھی آپہنچیں اور آتے ہی انھوں نے مسلمانوں کا
آگاہ کر دیا اسوقت مسلمانوں میں جس انتہا کی بدحواسی پیدا ہوئی چاہیے تھی وہ ظاہر ہے مگر
اس کے برخلاف انھوں نے نہایت پامردی اور استقلال کے ساتھ دونوں طرف کے حملے
رکے لیکن زیادہ تر ان کی توجہ سامنے کی فوج کی طرف منطقت تھی اتنا موقع بھی اہل دمشق کو
غفلت معلوم ہوا اور مسلمان عورتوں کو اپنی حراست میں لیکر قلعہ دمشق کی طرف رخ کیا،

عورتوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا خولہ بنت اذدر نے کہا، اہنوا کیا تم یہ غیرت
کو ارا کر سکتی ہو کہ مشرکین دمشق کے قبضے میں آ جاؤ، کیا تم عرب کی شجاعت و حمیت کے دہن میں
دراغ لگانا چاہتی ہو میرے نزدیک تو مر جانا اس ذلت سے کہیں بہتر ہے، ان چند فقیروں نے
ایک آگ سی لگا دی، خیموں کی چوبیس لے لیکر باقاعدہ حلقہ باندھ کر آگے بڑھیں سب سے آگے
خولہ بنت اذدر، اسرار کی بہن عقیقہ، اور انکے پیچھے عقیقہ بنت عفار، ام ابان بنت عبدالمسلم
بنت نعمان بن مقرن وغیرہ تھیں، کچھ دیر کے لیے تو حیرت نے دمشقوں کے ہاتھ پاؤں باندھ دیے
اور اتنی دیر میں عورتوں نے تین لاشیں گرا دیں اور آخر کو پھر انھوں نے بھی حملہ کر دیا

دشمنوں کے قدم اکھڑنے اکھڑنے کو تھے کہ مسلمان بھی اُدھر سے فارغ ہو کر آئے، دشمنی فوج میں جو رقی جان باقی تھی وہ بھی ان حملوں سے نکل گئی باقی فوج جاگ کر دمشق میں قلعہ بن ہو گئی اور اسلامی فوج کی خانِ عسکرت پھر اجنادین کی طرف مڑی۔

ادورڈ لیکن صاحب نے اپنی تاریخ میں اس واقعہ کو نقل کر کے مسلمان عورتوں کی عفت عصمت، دلیری، بہادری کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ وہ عورتیں ہیں جو شمشیر زنی، تیرہ بازی، تیر اندازی میں نہایت ماہر تھیں، یہی وجہ ہے کہ نازک سے نازک موقع پر بھی یہ اپنے دامنِ عفت کے محفوظ رکھنے میں کامیاب ہوتی تھیں۔

جنگ یرموک مسلمانوں کی سب سے پہلی باقاعدہ جنگ تھی اس میں کچھ مسلمان معاصرین تھے، مگر جو تھے عرب میں انتخاب تھے، رومیوں کی جھبیت دو لاکھ سے زائد تھی، اور یہ رومیوں کا طوفان اس جوش و خروش کے ساتھ آئے کہ کوڑھ رہا تھا، کہ لگان تھا کہ ایک ایسا ہیرو مسلمانوں کو جڑے اکھاڑ دیا، یرموک میں دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا، مسلمانوں نے یہاں پر رومیوں کی تہ میں چوگنے کا فرق تھا، پھر ان کے جوش کا یہ عالم تھا کہ تیس ہزار رومیوں نے پانچ سو تیس پانچ ہزار رومیوں کے ہٹنا چاہیں بھی تو نہ ہٹ سکیں۔

دو لاکھ کاٹھی دل اس زور و شور سے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑا کہ اسلامی فوج کا ہٹنا باز دھتے دھتے عورتوں کے خیمہ کا دمک آگیا، فوج و جہاد کے قبیلہ ایک دم تھک گیا یہاں پر رومیوں نے ان کی طرف رخ کیا تو یہ مرعوب ہو کر نہایت بے ترتیبی سے جاگ کھڑے ہوئے۔ رومیوں نے ان کی طرف رخ کیا تو یہ مرعوب ہو کر نہایت بے ترتیبی سے جاگ کھڑے ہوئے۔ رومیوں نے ان کی طرف رخ کیا تو یہ مرعوب ہو کر نہایت بے ترتیبی سے جاگ کھڑے ہوئے۔ رومیوں نے ان کی طرف رخ کیا تو یہ مرعوب ہو کر نہایت بے ترتیبی سے جاگ کھڑے ہوئے۔

رہا تھا تو ہم گئے، فوج دین بھاگتوں کو روک کر پھر آگے بڑھایا اور فوج کی پشت پر اگر مسلمانوں کو غیرت لادلا کر انہیں جوش پیدا کر دیا، عورتوں کی ان کو مششون کا یہ اثر ہوا کہ مسلمانوں کے اکھڑے ہوئے پاؤں پھر بندھ گئے، قریش کی عورتیں تو اربین گھسیٹ گھسیٹ کر دشمنوں پر ٹوٹ پڑیں اور حملہ کرتے ہوئے مردوں سے آگے نکل گئیں، حضرت معاویہؓ کی بہن جو یہ یہ عورتوں کا ایک دستہ لیکر آگے بڑھیں اور نہایت دلیری سے لڑ کر زخمی ہوئیں، حضرت معاویہؓ کی ماں ہند بنت عتبہؓ مردوں کو غلط کر کے یہ کہتی تھیں،

یا معاشر العرب عضدوا الغلفان بسدو فکم۔ عربو! نامرد بن جاؤ نامرد۔

عزرا بن ازور کی بہن خولہ یہ شعر پڑھ کر مسلمانوں کو غیرت دلاتی تھیں،

یا ہمار بئاعن نسوة تقیات دمیت بالسہ مرد المنیات

اے پاکدامن عورتو! نکو چھوڑ کر بھاگنے والو تم موت اور تیر کے نشانہ نہ بنو،

مورخ طبری نے اس جنگ میں ام حکیم بنت عمارت کا نام خصوصیت سے لیا ہے ابن اثیر جزیری نے لکھا ہے کہ حضرت معاویہؓ کی بھوپھی زاد بہن اسامہ بنت یزید نے تنہا دو رو میون کو مار ڈالا، جو عورتیں مردانہ اور جنگ یرموک میں لڑیں ابن عساکر قدی نے انہیں سے بعض کے یہ نام بتائے اسامہ بنت ابوبکر صدیقؓ، عبادہ بن صامت کی بیوی، خولہ بنت ثعلبہ، کعبہ بنت ابک، سلمیٰ بنت ہاشم، فہم بنت قناس، اعنفہ بنت عفارہ، جنگ یرموک کے بعد پھر مسلمانوں کی فوج دو رو میون کے مقابلہ پر جا رہی تھی ایک روز

اس نے دمشق کے قریب مرج الصفر میں قیام کیا، خالد بن سعید نے جنھوں نے حال ہی

طبری جلد ۶ صفحہ ۲۳۲، طبری جلد ۵ صفحہ ۳۲۱، طبری جلد ۵ صفحہ ۱۴۱، طبری جلد ۵ صفحہ ۳۹۸

جنگ جمل میں گو حضرت عائشہؓ کا فوج لیکر حضرت علیؓ کے مقابلہ میں آنا ہم ایک
 اجتہادی غلطی سمجھتے ہیں لیکن اس سے عورتوں کے استقلال و دلیری، ثبات پر روشنی پڑتی ہے
 فتوحات و اقدی کی روایتیں اگر تسلیم کر لیا جائیں تو یہ ماننا پڑے گا کہ شام کی
 فتوحات میں عورتوں کا بہت بڑا حصہ ہے، خصوصاً، ام حکیم، ہند، ام کثیر، اسماء
 ام ابان، ام عمارۃ، خولہ، کئی عقیقہ، ان عورتوں نے بعض بعض موقعوں پر اس
 مردانگی سے جنگی خدمات انجام دیے ہیں کہ مردوں سے بھی بن نہیں آسکتے

عقبہ بن غزوہ ان حضرت عمرؓ کی طرف سے امیر تھا، از دہ بنت حارث ابو طیب
عرب کلدہ کی پوتی تھیں، عقبہ کی بیوی تھیں جب اہل مدینۃ الفرات سے سرگرم مقابلہ
تھا تو انکی بیوی از دہ اپنی تقریر سے لوگوں کو ابھارتی، متین اور جوش دلاتی تھیں
دمشق کے حلیہ میں جب ابان بن سعید، تو اہل حاکم دمشق کے ہاتھ سے شہید ہوئے تو
ان کی بیوی ام ابان بنت عقبہ اپنے مقتول شوہر کے سارے جنگی اسلحہ لگا کر قصاص لینے
کو نکلیں، اور دیر تک دشمنوں کا مقابلہ کرتی رہیں، اہل دمشق کو محصور تھے لیکن شہر بیاہ
کے بروجوں سے برابر مسلمانوں کا جواب دیتے تھے، سب کے آگے ایک مقدس شخص ہاتھ

مین طلائئ صلیب لیے ہوئے ارباب ثلثہ سے دعائے فتح مانگ رہا تھا، ام ابان کو تیر اندازی میں بڑی قدرت تھی ایسا تاک کر تیر مارا کہ صلیب اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کر قلعہ کے نیچے گر پڑی، مسلمانوں نے دوڑ کر صلیب اٹھالی، عیسائیوں سے صلیب غنم کی یہ تذلیل دیکھی نہ گئی، تو انصاف سے شہر کا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا، اور پھر اس زور کار نے پڑا کہ مسلمان گھبرا اٹھے، رومیوں نے صلیب کی ذاپسی کے لیے لاکھ لاکھ کوششیں کیں مگر ایک بھی کارگر نہ ہوئی، جس نے ادھر کا رخ کیا ام ابان نے اُسکو تیروں پر دھر لیا، تو اوجوسی طرح پیچھے ہٹنے کا نام نہ لیتا تھا ام ابان نے اُسکی آنکھ میں ایسا تاک کر تیر مارا کہ وہ چیخا ہوا بھاگا، اُس وقت ام ابان رجز کے یہ شعر پڑھ رہی تھیں،

ام ابان فاطمہ بنت اسراء صولی علیہم صلوۃ المتدارک قد ضم جمع القوم من بناہک
 ام ابان تو اپنا انتقام لے اور اُن پر پے در پے حملے کیوجہ رومی تیرے تیروں سے چرخ اُٹھے
 یہ موک کی سب سے خوفناک لڑائی یوم التویر مسلمان عورتوں کی بہادری کی عجیب
 و غریب نمونہ تھی، مسلمانوں کو ہزیمت ہو چکی تھی، اگر عورتیں تلواریں کھینچ کر رومیوں کے منہ نہ
 پھیر دیتیں، ہن، خولہ، ام حکیم اور بہت سی قریش کی عورتوں نے مردانہ حملے کیے، اسما و بنت
 ابی بکر گھوڑے پر سوار اپنے شوہر حضرت زبیر کے ساتھ ساتھ تھیں، اور برابر حضرت زبیر کے
 دوش بدوش لڑتی جاتی تھیں،

صفین میں بہت سی مسلمان عورتیں حضرت علیؑ کی طرف سے شریک جنگ تھیں لڑتی
 تھیں، امیر جوش تقریروں سے فوج کو ابھارتی تھیں، زرقا، عکرمہ، ام النخیر نے میدان
 لے اس قسم کے اور بہت سے واقعات اُس فتوح الشام میں مذکور ہیں جو ابن عساکر و اقدسی کی طرف
 منسوب، اگرچہ کہ فتوح الشام اردی وغیرہ میں اکام مطلق ذکر نہیں ہے اسلئے ہم انکو قلم نہ کرتے ہیں،

کا رزار میں وہ وہ تقریریں کی ہیں، کہ فوج کی فوج میں ایک آگ لگ گئی ہے،

سن ۹۰۰ ہجری میں ولید بن عبدالملک کے عہد خلافت میں مسلمانوں نے بخارا پر فوج کشی کی، قتیبہ اس فوج کا سپہ سالار بنا کر بھیجا گیا، عرب میں ازد کا قبیلہ بہادری اور شجاعت میں مزب ایشل تھا، اسلامی فتوحات میں اس کے کارنامے نہایت روشن ہیں، بخارا کے ترک بھی بڑے سرداران سے مسلمانوں کے مقابلے کو نکلے، قبیلہ ازد نے کہا پہلے تمہا ہم کو زور آزمائی کرنے دو، قتیبہ نے اُنکو آگے بڑھنے کی اجازت دی، ازدی بڑھے، اور نہایت بہادری سے حملے کیے لیکن مقابلہ معمولی لوگوں سے نہ تھا، ترکوں نے اس ثابت قدمی سے جواب دیے کہ ازدی ہلتے ہلتے قیام گاہ تک آگئے، ترکوں نے بڑھکرا اور زور سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا عورتوں نے دیکھا کہ مسلمانوں کو شکست ہی ہوا چاہتی ہے، وہ اٹھ کھڑی ہوئیں اور مار مار کر گھوڑوں کے رخ پھر میدان جنگ کی طرف پھیر دیے اور ایک عام شور برپا کر دیا، مسلمانوں کی ہمت بندھی اور سنبھل گئے اور بیٹ کر اس زور و شور سے حملے کیے کہ ترک پھر نہ جم سکے گو اس موقع پر عورتوں نے تلواریں نین اٹھائیں، لیکن یہ فتح بالکل عورتوں کی کوشش سے ہوئی، اگر عورتیں ہمت نہ کرتیں تو مسلمان میدان چھوڑ چکے تھے،

اسلام میں خواج کا فرقہ اپنی تاریخی حیثیت سے نہایت شہرت رکھتا ہے، جن کے کارنامے بعض اسلامی فرقوں کی طرح صرت خونناک سازشیں بنیں ہیں۔ بلکہ بارہا حکومتوں اور جابرانہ شخصیتوں کے مقابلہ میں اُس نے تلواریں علم کی ہیں اگر طلب مسادات، آزادی سیان اور تمناے حریت کی بنا پر اُس کی گردن ہمیشہ تلوار کے نیچے رہی لیکن اُس کی اولوالعزمی اور شجاعت نے اُسکو بہت دنوں تک زندہ رکھا اور اب تک ہے، سلطنت کے

متعلق اس کے خیالات بالکل آجکل کے نسلٹ فرقوں کے مشابہ تھے،

سنة ہجری میں جب عبدالملک شام میں خلیفہ تھا اور حجاج ثقفی عراق کا گورنر تھا، شیبہ خارجی نے موصل میں سلطنت کے خلاف سر اٹھایا، غزالہ شیبہ کی بیوی اور ہمیرہ شیبہ کی ماں بھی شریک جنگ تھیں حجاج نے شیبہ کے دبانے کو یکے بعد دیگرے پانچ سردار بھیجے مگر ایک بھی میدان سے پھر کر نہ آیا۔ آخر عبدالملک نے شام سے فوجیں بھیجیں اور حجاج خود انکو لیکر نکلا،

شیبہ موصل سے کو ذیلا، لیکن حجاج اس سے پہلے کو ذہ پہنچ کر قصر الامارۃ میں اتر چکا تھا، غزالہ نے نذر مانی تھی کہ کو ذہ کی جامع مسجد میں دو رکعت نفل پڑھو گی، کچھ دن چڑھے غزالہ اپنے شوہر کے ساتھ صرف نثر آدمی لیکر جامع مسجد آئی حالانکہ سارا شہر دشمن تھا، اور خود شامی فوجیں کو ذہ میں بھری پڑیں تھیں، شیبہ تلوار کھینچ کر مسجد کے دروازے پر کھڑا ہو گیا، اور غزالہ نے اندر جا کر اطمینان سے دو رکعت نماز پڑھی اور پھر معمولی نماز نہیں پہلی رکعت میں سورہ بقرہ پڑھی اور دوسری رکعت میں آل عمران جن سے بڑی کوئی سورت قرآن مجید میں نہیں ہے، دو دو اور ڈھائی ڈھائی بار دن میں تمام ہوئی ہیں، غزالہ نماز سے فارغ ہو کر اپنے فرد گاہ کو چلی گئی، اور حجاج کی ساری فوج دیکھنی کی دیکھتی رہ گئی، جب لڑائی کی نوبت آئی تو حجاج کو ذہ البصرہ، اور شام کی فوج لیکر نکلا، شیبہ کی جمعیت کو اس کے مقابلہ میں نہایت مختصر تھی لیکن بہادری سے لڑی، حجاج اپنی فوج کے پیچھے کھڑا جوش دلا رہا تھا اس کی فوج برابر بڑھتی گئی، یہاں تک کہ حجاج نے خواہج کی مسجد پر قبضہ کر لیا، غزالہ اور ہمیرہ بھی لڑائی میں مشغول تھیں کہ حجاج نے چپکے چند آدمی بھیجے جنھوں نے پیچھے سے جا کر غزالہ کو مار کر گرا دیا، شیبہ اپنی مقتولین کو چھوڑ کر ابواز کی طرف چلا گیا،

ابن خلکان نے لکھا ہے کہ ہمیرہ بھی اس لڑائی میں ماری گئی، لیکن ابن اثیر اور طبری نے لکھا ہے کہ اس کے کچھ دن کے بعد جب شیب کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر پل سے دریائے دجلہ میں گر پڑا اور شیب آہنی زرہ اور ہتھیاروں کے بوجھ سے ڈوب کر مر گیا، تو کسی نے اس کی مان سے جا کر کہا کہ شیب مارا گیا، اُس کی مان نے کہا شیب اور مارا جائے؟ یہ نہیں سکتا آخر جب دوسرے دن کہا گیا کہ نین شیب ڈوب کر مر گیا، تو اُس نے کہا یہ ممکن ہے، اس واقعہ سے اُس کی مان کی بہادری کے علاوہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس وقت تک زندہ تھی، بعض پڑائیوں میں حجاج اور غزالہ کا سامنا ہو گیا، حجاج مقابلہ نکر سکا اور بھاگ نکلا، حالانکہ یہ وہی حجاج تھا جس سے سارا عراق اور حجاز کا پتا تھا، ایک شاعر اس واقعہ کو لکھ کر حجاز کو مار دلاتا ہے،

اسد اعلیٰ وفی الحروب نعامة	فتحاء تصف من صفیر الصافو
حجاج مجھ تو شیر ہے لیکن سرکون میں بڑل	اور سست شتر مرغ کی طرح بڑل ہو جاتا ہے
هلا بردت الی عزالة فی الوعی	بل کان قلبک فی جنح الطائر
حجاج! تو لڑائی میں غزالہ کے مقابلہ میں نہ نکلا	اور نکلا کیونکر؟ تیرا دل تو دھڑک رہا تھا

۳۹۰ ہجری میں منصور کے پیام خلافت میں قیصر روم نے طلیہ پر فوج کشی کر کے اُسکو بالکل ویران کر دیا، منصور نے قیصر کی تادیب کو فوجیں روانہ کیں، صالح بن علی اور عباس بن محمد سپہ سالار تھے، ان لوگوں نے جا کر پہلے طلیہ کو از سر نو آباد کیا اور پھر قسطنطنیہ کی طرف فوجیں بڑھائیں، اور قیصر کے بہت سے شہروں پر قبضہ کر لیا، ام عیسیٰ بنت علی اور لباہ بنت علی، صالح کی بہنیں اور خلیفہ منصور کی چھو بھیاں تھیں، انھوں نے یہ نذرمانی تھی

۱۔ ابن خلکان جلد اول صفحہ ۲۳۳ تفصیل اور تاریخون سے لی گئی ہے،

کہ جب بنو امیہ کی حکومت برباد ہو جائیگی، تو ہم جہاد کریں گے، چنانچہ ایفلے نذر کے لیے وہ بھی اس جہاد میں شریک تھیں،

شعبہ ہجری میں ہارون رشید کے زمانے میں ولید بن طریف خارجی نے خابور اور نصیبین میں علم بغاوت بلند کیا، دربار کا ایک مشہور سردار یزید شیبانی اس بغاوت کے فرو کرنے کو بھیجا گیا، چند مقابلوں کے بعد خوارج نے شکست کھائی اور ولید مارا گیا، ولید کی بہن فارعہ کو جب اپنے بھائی کا حال معلوم ہوا تو اسے زہ پہنی، سارے ہتھیار لگائے اور گھوڑے پر سوار ہو کر شاہی فوج پر حملہ آور ہوئی، یزید دوسروں کو ہٹا کر خود اس کے مقابلہ میں آیا، اور فارعہ کے گھوڑے کو ایک نیزہ مارا اور فارعہ سے کہا تم کیوں اپنے خاندان کو بدنام کرتی ہو، جاؤ اور واپس جاؤ، فارعہ میدان سے پھری لیکن اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور اس کی زبان پر خود اسکی تصنیف کے یہ دردناک اشعار تھے،

فیا شجر الخابور ما لک مودقا	کانک لہ فجن ععل بن طریف
اسے خابور نام مقام کے درخت کہیں بہرہ؟	گویا تم ولید کی موت پر تیرا ہی نہوے
فتی لا یحب الزاد الا من التفت	ولا المال الا من قنا و سیوفا
ولید ایک ایسا جوان تھا جو صرف زاد تقویٰ	اور تیغ و نیزہ کی دولت پسند کرتا تھا
فقد ناک فقدان الشبائب لیتنا	قدینا لک من فتیاننا با یوف
اے ولید! اپنے بھکڑے بچوں کو	کوئی کھوے کاش ہم اپنے بزرگوں کی فتنہ پر فدا کرتے
علیہ سلام اللہ و قفا فلفنہ	ادی الموت و قاعاً بکل شریف
ولید پر خدا کی رحمت ہو، موت	ایک دن ہر شریف کو آنے والی ہو

یہ پورا مرثیہ اس قدر بلند اور پُر درد ہے کہ اکثر علما ادب اس کو ختم ادب سے دیکھتے ہیں
ابوعلی قالی نے اپنی امالی میں اس کو نقل کیا ہے ابن خلکان نے لکھا ہے کہ فارغ کے مرثی
خسار کے ہم پلہ ہیں اس مرثیہ کا پہلا شعر اس قدر مقبول ہے کہ عموماً علما سے بدیع اس کو
تجاہل عارفانہ کی مثال میں پیش کرتے ہیں،

دید کی اس بن کا نام ابن خلکان نے فارغہ اور فاطمہ لکھا ہے لیکن ابن اثیر
نے اس کا نام یلی بتایا ہے، ابن خلدون نے اس واقعہ کا تذکر کیا ہے لیکن اس کا کچھ
نام نہیں لکھا ہے، بہر حال ہلو کام سے غرض نام کچھ بھی ہو،

قرون وسطیٰ میں صلیبی جنگ کا نہ صرف عیسائی مردوں میں نشہ چھایا تھا، بلکہ
عیسائی عورتیں تک جوش میں بھری ہوئی تھیں اور بقول عمار کا تب بیسیون عیسائی
عورتیں میدان جنگ میں شریک تھیں، عام مسلمانوں میں صلیبی جنگ کے مقابلہ
کا جو جوش پھیلا تھا، مسلمان عورتیں بھی اس سے بے اثر نہ تھیں، اس امر ایک مسلمان
امیر تھا جب وہ صلیبی جنگ میں شریک ہونے کو آیا ہے، تو اس کی ماں اور بہن بھی اسکے
ساتھ تھیں، دونوں برابر ہتھیار لگا کر اس امر کے ساتھ رہتی تھیں اور عیسائیوں پر حملہ
کرنے میں اس کو مدد دیتی تھیں،

مسلمان ماؤں کے اسی مذہبی جوش کا اثر تھا کہ بچہ بچہ تک اس سے متاثر تھا
عیسائی ایک مدت سے عکا کا محاصرہ کیے ہوئے پڑے تھے، جب وہ تھک گئے اور ایک
زمانے کی معیت کی وجہ سے مسلمانوں سے راہ و رسم پیدا ہو گئی تو انھوں نے یہ خواہش ظاہر
کی کہ عیسائی اور مسلمان بچوں میں آپس میں مقابلہ ہونا چاہیے، کچھ عیسائی بچے اُدھر سے

ملے یہ واقعہ احمد بک آجالت روسی کی کتاب حقوق المرأة والا سلام سے لیا گیا ہے،

اور کچھ مسلمان بچے اور حسے مٹھے، دیر تک مقابلہ رہا آخر اسلام کے ننھے ننھے ہاتھوں نے
سچی بھڑوں کے مینوں کو رسیوں میں جکڑ کر باندھ دیا،

اسلام کے تاریخی محاسن کے ذکر میں عموماً ہندوستان کا نام نہیں آتا، لیکن اس خاص
مضمون میں ایک جگہ بنین بیسیون جگہ ہندوستان کا نام آئے گا، ہندوستان کی اسلامی
تاریخ میں اکثر ایسی مسلمان عورتوں کے نام نظر آتے ہیں جن کی بہادری، شجاعت اور دلیری
مردوں کے مقابلہ میں کیسے قدر مرعہ ثابت ہوتی ہے،

شاہ اتمش کی بیٹی رضیہ سلطان جسے اسلامی خواتین میں گو کم سلطنت کی اگر
سب سے بہتر کی ابن بطوطہ جو محمد تغلق کے زمانے میں ہندوستان آیا تھا لکھتا ہے کہ رضیہ مردانہ
لباس میں تمام ہتھیار لگا کر گھوڑے پر سوار باہر نکلتی تھی، شاہان ہند کا معمول تھا کہ جب
وہ شکار کو جاتے تھے تو کل بیگمات اور کینزین بھی ساتھ ہوتی تھیں، ایک مرتبہ اتمش شیر کے
شکار کو گیا تھا، بیگمات پیچھے تھیں، ایک شیر نکل کر بادشاہ پر چھپا، اگر رضیہ نہ پہنچ گئی ہوتی
تو بادشاہ بڑی طرح زخمی ہو گیا ہوتا، لیکن شیر دل رضیہ نے چھپٹ کر تلوار کے ایسے توبر تو
دار کیے کہ شیر نجان ہو کر گر پڑا،

تخت حکومت پر بیٹھ کر رضیہ نے وہ رعب قائم کیا کہ اعیان دولت تک کا سینے
تھے، بعض احرا نے یہ دیکھ کر کہ اب اسکا کوئی زور نہیں چلتا مخالفت پر آمادہ ہو گئے، نظام
الملک، وزیر سلطنت، الملک اعز الدین، الملک سیف الدین، الملک علما الدین وغیرہ جو
کے دست و بازو تھے مخالف ہو گئے، اور صرف لفظی مخالفت نہیں، بلکہ فوجیں بے ہوئے دہلی
کے باہر ٹپے تھے رضیہ کی مدد کو جو باہر سے آتا تھا اسکو بھی توڑ کر ملاتے تھے، لیکن رضیہ نے

تہا اپنی تدبیر و دیر سے انکو ایسا پریشان کیا کہ وہ ادھر ادھر ٹھوکر کھاتے پھرتے تھے، لیکن انکو پناہ نہیں ملتی تھی، سترہ سہ ہجری میں جب حاکم لاہور نے سرٹھایا تو خود فوج لیکر گئی، اس کے بعد ہٹنڈہ کے گورنر نے جب سرکشی کی تو پھر خود فوج لیکر نکلی، لیکن اپنے نوکر و ن کی سازش سے راستہ میں گرفتار ہو گئی، اور اس کی جگہ پر دہلی میں اس کے بھائی معز الدین کو لوگوں نے بادشاہ بنایا، رضیہ قید سے چھوٹی تو نئے سرے سے ایک لشکر ترتیب دیا، دو تین مرتبہ تخت دہلی کے لیے لڑی لیکن چونکہ رضیہ کی فوج بالکل نئی اور بھرتی کی تھی ہمیشہ شکست کھاتی رہی

اس سلسلہ میں سلطان علاء الدین کے عہد کا ایک عجیب و غریب واقعہ یہ ہے جس سے اسلامی ہندوستان کی تاریخی عظمت کی قدر بڑھ جاتی ہے شاہان ہند کے مرقع میں علاء الدین خلجی کی تصویر ایک خاص تیار رکھتی ہے جس کے چہرے سے اولوالعزمی، بلندی خیال، جلالت شان کے آثار نمایان ہوتے ہیں، سلطان نے جب سیل تاتار کو روک کر پیچھے ہٹا دیا جسکو نہ بغداد و خوارزم کے مستحکم قلعے ہٹا سکے تھے اور نہ چین کی بلند دیواریں روک سکی تھیں، اور نہ ایران و روس کی طاقتیں دبا سکی تھیں، تو سلطان کو سکندر اعظم کی عالمگیر حکومت کا خیال پیدا ہوا۔ اس نے ایک دن برسبیل تذکرہ کہا کہ اب ہندوستان میں کوئی ایسی ریاست نہیں ہے جو مجھ سے سرکشی کر سکے، قلعہ جالور کا راجہ کانیر دیو دربار میں حاضر تھا اس نے نہایت بدماغی سے تکبرانہ لہجہ میں کہا، کہ جالور کا قلعہ کبھی مطیع نہیں ہو سکتا،

سلطان برہم تو ہوا لیکن اسوقت اس نے ایک لفظ بھی نہیں کہا، دو تین دن کے بعد راجہ کو دہلی سے رخصت کر دیا اور مہلت دی کہ راجہ جالور کو جب قدر محفوظ کر سکتا ہے کرے

سلف تاریخ اکبری قلمی از نظام الدین ہرودی ذکر سلطنت رضیہ،

اور دو تین مہینے کے بعد سلطان نے اپنی ایک لڑندی کو جبکا نام گل بہشت تھا سپہ سالار بنا کر
 جالوڑ کی مہم پر روانہ کیا، گل بہشت اپنی فوج جیسے ہوئے برق و باد کی طرح جالوڑ پہنچی، راجہ
 مقابلہ نہ کر سکا اور قلعہ بند ہو گیا، گل بہشت نے راجہ کو محصور کر لیا، اور اس بہادری اور دلیری
 سے اُس نے قلعہ پر حملہ کرنا شروع کیا کہ راجہ کو اس کا گمان تک نہ تھا، قلعہ فتح ہونے میں کچھ
 ہی دیر تھی کہ ایک بیک گل بہشت بیمار پڑی اور ایسی شدید بیمار پڑی کہ پھر نہ اُٹھی، گل بہشت
 سب کچھ کر سکتی تھی لیکن موت کا حملہ نہیں رد کر سکتی تھی،

گل بہشت کے مرنے پر راجہ شیر ہو گیا، اور قلعہ کھول کر شاہی فوج کو اُس نے بہت
 پیچھے ہٹا دیا، گل بہشت کا تخت جگر، شاہین، راجہ کے ہاتھ سے مارا گیا آخر دہلی سے ایک نئے
 سپہ سالار کمال الدین نے پہنچ کر جالوڑ فتح کر لیا،

ساتویں صدی کے اختتام اور آٹھویں صدی کی ابتدائیں دنیا میں ایک عجیب
 انقلاب پیدا ہوا، امیر تیمور کیا تھا، ترکستان کے حدود سے ایک آندھی اُٹھی تھی جس سے
 ترکوں کی مضبوط سلطنت ہل گئی، دمشق و عرب متزلزل ہو گیا، اُفلق خاندان کی شمع بجھ
 بجھ گئی، اور مغل اعظم کی اُس عظیم الشان سلطنت کی بنیاد قائم ہوئی، جس سے بہتر کوئی
 حکومت ہندوستان میں قائم نہیں ہوئی، گو اس فتح کا ثمرہ خود تیموری نسل کو سوا سو برس کے
 بعد حاصل ہوا لیکن دراصل اس مدت میں سید دن اور نو دھیون کا دور حکومت اُس
 تیموری تاریخ کی تمہید تھا جس کا سرنامہ ظہیر الدین شاہ بابر کے طغرسے سے مزین ہے،
 لیکن کیا ان فتوحات میں عورتوں کی کوئی کوشش شامل نہ تھی؟ امیر تیمور کے
 کشورستان لشکر میں بہت سی عورتیں تھیں جو میدانوں میں لڑتی تھیں ہر کون میں

گھستی تھیں، بہادر دن سے مقابلہ کرتی تھیں، تلواریں چلاتی تھیں، نیزے لگاتی تھیں، تیر مارتی تھیں، غرض کسی بات میں وہ مردوں سے کم نہ تھیں، کیا تیموری کارناموں میں ان عورتوں کو کوئی حصہ نہ ملے گا؟

تیموری نسل کا ہر ایک شاہزادہ شجاعت مجسم تھا، لیکن کیا تم یہ ان انصافی کر سکتے ہو کہ تیموری شاہزادیوں کو ان کی وراثت سے الگ کر دو، بارنامہ، ہمایون نامہ، ترک جہانگیری دیکھو، ہر جگہ نظر آئے گا کہ تیموری خواتین برابر ہتھیار لگاتی تھیں، گھوڑوں پر سوار ہوتی تھیں، شکار کھیلتی تھیں، شیر مارتی تھیں، چوگان کھیلتی تھیں، تیر چلاتی تھیں، غرض فن پسگری سے خوب واقف تھیں، ترک باری کے مطاعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ بابر کو جو فتوحات، کابل، سمرقند، فرغانہ وغیرہ میں حاصل ہوئیں، ان میں عورتوں کو بھی دخل تھا، نور جہان، تیمور و بابر کی بیٹی تھی، لیکن ہوتھی، اکثر نور جہان ہاتھی پر سوار ہو کر سیر و شکار کو جگمگاتی تھی، اور ایک ایک گولی میں شیر کو ٹھنڈا کر دیتی تھی، جہانگیر ترک جہانگیری میں نور جہان کے شکاروں کا بڑی مسرت سے تذکرہ کرتا ہے، ایک جگہ لکھتا ہے،

رد ایک مرتبہ میں شکار کو نکلا، ایک ہاتھی پر رستم خان اور میں تھا اور دوسرے ہاتھی پر نور جہان تھی، سامنے جھاڑی میں شیر تھا، ہاتھی شیر کی بو پا کر کانپنے لگتا ہے، اس اضطراب حشر میں نشانہ ٹھیک لگتا اور بھر عاری میں بیٹھ کر نہایت شکل ہے، اقدار اندازی میں میرے بعد رستم خان کا کوئی ثانی نہیں ہے، مگر ہاتھی پر بیٹھ کر اکثر اس کے تین تین چار چار نشانے خطا کھینچتے ہیں، لیکن نور جہان نے عاری میں بیٹھے پہلے ہی آواز میں شیر کو ٹھنڈا کر دیا،

ایک مرتبہ نور جہان، جہانگیر کے ساتھ شکار کھیلنے گئی، ہاتھی پر سوار تھی، سامنے سے

چار شیر نکلے، لیکن نور جہان کی پیشانی پر بل تک نہ آیا اس نے نہایت اطمینان سے بند و ق
چلائی اور دوشیزون کو ایک ایک گولی مین اور دو کو دو گولیوں مین ٹھنڈا کر دیا، چنانچہ
نہایت خوش ہوا اور چند بیش قیمت زیور نور جہان کو انعام دیئے اس موقع پر ایک شاعر نے
برجستہ یہ شعر بڑھا،

نور جہان گر چہ بصورت زن است در صفت مردان زن شیر افکن است
نور جہان چونکہ پہلے علی قلی خان شیر افکن کی بیوی تھی اس لیے ”زن شیر افکن“
کی ترکیب نے اس شعر کو با مزہ کر دیا ہے،

جہانگیر کے اخیر عہد میں نور جہان کے بھائی آصف خان کے سبب نور جہان اور
جہانگیر دونوں کے دل مہابت خان کی طرف سے صاف نہ تھے، آصف خان کی کوشش تھی
کہ مہابت خان ذلیل ہو، جہانگیر دریا سے بہت کے قریب حمیرہ زن تھا، آصف خان ایک دن
پہلے ہی فوج سمیت دریا کے اُس پار چلا گیا تھا، مہابت خان اس موقع کو غنیمت سمجھا اور جہانگیر
کو گرفتار کر لیا نور جہان کو موقع ملا تو وہ دریا کے اُس پار جا کر فوج سے مل گئی، اور وہاں اُس نے
امراء و اعیان دولت کو بلا کر سخت ملامت کی کہ صرف تمہاری بے احتیاطی سے بادشاہ گرفتار
ہو گیا، انھوں نے بالاتفاق کہا کہ مناسب یہ ہے کہ کل حضور کی رکاب میں کل فوج شاہی دیا
کے اوں پار جا کر جس طرح ہو بادشاہ کی قدمبوسی حاصل کرے،

صبح کو کل فوج طیار ہوئی مہابت خان نے پُل تو پہلے ہی جلا دیا تھا، سواروں نے
اپنے اپنے گھوڑے اور ہاتھی دریا میں ڈال دیئے، نور جہان بھی ایک ہاتھی پر سوار تھی نور جہان
کے ساتھ شہزادہ شہریار کی بہن اور شاہ نواز خان کی بیٹی بھی تھیں، ابھی فوج دریا ہی میں تھی،
کہ مہابت خان نے حملہ کر دیا ایک تو فوج دریا میں منتشر تھی ہی اور منتشر ہو گئی عجیب ابری

پھیل گئی نور جہان نے خواجہ ابوالحسن اور مستعد خان کو کہلا بھیجا کہ دیکھتے کیا ہو تم بھی جواب دے، اتنے میں ہماہت خان کے سوار دن نے آکر نور جہان کے ہاتھی کو گھیر لیا، نور جہان کی عماری تیر دن کا نشانہ بن گئی، یہاں تک کہ ایک تیر عاری کے اندر بھی چلا آیا اور شہزادی کے بازو میں آکر لگا، تمام کپڑے خون میں تر ہونے لگے، نور جہان نے اپنے ہاتھ سے تیر نکال کر باہر پھینک دیا۔ نور جہان کے ساتھ جو خواجہ سرا تھے وہ بھی کام آئے، نور جہان کا ہاتھی زخموں سے چور ہو کر بھاگ نکلا آخر بڑی خشک سے وہ اپنے فرد گاہ کو پہنچ سکی، اگر ہاتھی سنبھلا رہتا تو ممکن تھا کہ نور جہان لڑنے میں بھی درمغ نہ نکلتی،

مرزا ہادی نے ترک جہانگیری کے خاتمہ میں ایک عورت کی بہا درسی کا عجیب واقعہ لکھا ہے گو اس کے اخلاق کی مذمت بھی کی ہے،

جہانگیر کے زمانہ میں دولت آباد کا قلعہ نظام الملک سے تعلق رکھتا تھا حمید خان حبشی نظام الملک کے دربار کا دکیل تھا اور محل میں بالکل حمید خان کی بیوی کا عمل دخل تھا، گو یہ ایک معمولی عورت تھی، لیکن رفتہ رفتہ نظام الملک کے دربار میں اس کا اتنا رسوخ بڑھا کہ جب یہ سوار ہو کر نکلتی تھی تو سرداران فوج دامن سے دولت پیاہ اُس کی رکاب میں چلتے تھے، نظام الملک ان دونوں میان بیوی کے ہاتھوں میں ایک کٹھ پتلی تھا، اسی زمانے میں عادل خان نے ایک بڑی فوج نظام الملک سے لڑنے کو بھیجی، نظام الملک کو فکر ہوئی کہ اس کے مقابلہ میں کس کو بھیجا جائے، حمید بیگم نے کہا کہ میں خود جاؤنگی، اگر جیتی جیتی اور اگر ہاری تو عورتوں کا اعتبار ہی کیا؟ چنانچہ نظام الملک کی رضا مندی سے حمید بیگم فوج لیکر روانہ ہوئی، راستہ بھرا اپنے سپاہیوں کو انعام و اکرام سے

لے ترک جہانگیری صفحہ (۴۰۴) و (۴۰۵)،

خوش کرتی گئی، جب دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا تو حمید بیگم خود تمام ہتھیار سے مسلح ہو کر میدان میں آئی اور پہاڑ کی طرح عرصہ کارزار میں کھڑی رہی اور اس بہادری اور دلیری سے اپنی فوج کو لڑاتی رہی، کہ تھوڑی ہی دیر میں عادل شاہی لشکر اس بے سروسامانی سے بھاگاکر تمام ہاتھی اور توپخانے میدان جنگ میں چھوڑ گیا،

مرزا کے خاص الفاظ یہ ہیں،

”لقاب بر قامت رعنا افکندہ بر اسب سواری شد، و خنجر و شمشیر مرصع بکمری بست بعد از انکه تلاتی صفین و محاذات نختن اتفاق افتاد از علو صمت و علو جرات دلیرانہ باشکر عادل خانی مصافت دادہ سپاہ و سرداران را بقتل و حرب و ضرب ترغیب و تحریص نمودہ قدم مردانگی را در ان بحر و غاویہ پیمای چون کوہ استوار بر جا داشت و آن غنیم و دشمن عظیم را شکست فاش دادہ جمیع نیلان و توپخانہ را بدست آورده سالماً و غنائاً ملامت بفرات“

مسلمان عورتوں کی ہمت مردانہ کا ایک اور عجیب واقعہ یہ ہے،

عادل شاہی خاندان جس کے دائرہ حکومت کا مرکز شہر پنجاب پور تھا، پونچی خاتون اس کے سب سے پہلے بادشاہ یوسف عادل شاہ کی بیوی تھی، یوسف عادل شاہ نے سلاطین مجری میں وفات پائی، اس کا نابالغ فرزند اسماعیل عادل شاہ تخت پر بیٹھا، کمال خان دکنی نائب السلطنت مقرر ہوا گو نام اسماعیل عادل شاہ کا تھا لیکن سلطنت کمال خان کرتا تھا، اس کو ایک دن خیال ہوا کہ اس نام کو بھی کیوں نہ مٹا دیا جائے،

پونچی خاتون، کمال خان کے اس ارادہ سے غافل نہ تھی اس نے کمال خان کے برطرف کرنے کی کوشش شروع کی، لیکن وہ کیا کر سکتی تھی؟ تمام اعیان و بار و سرداران فوج کمال خان کے قبضہ میں تھے، پونچی خاتون نے اس کے سوا کوئی چارہ نہ دیکھا کہ کیا کمال خان

معدوم کر دیا جائے یا عادل شاہی خاندان معدوم ہو اس نے موقع دیکھ کر یوسف ترک کو جو اسماعیل عادل شاہ کا کوکر تھا کل مراتب سمجھا بھا کر، کمال خان کے پاس بھیجا یوسف نے چپ چاپ ایک ہی خیرین کمال خان کا کام تمام کر دیا، یوسف گرفتار ہو گیا اور آخر وہ بھی دین ٹھیکر دیا گیا کمال خان کی مان نے اُسی وقت کمال خان کے بیٹے صفدر خان کو بلا کر معاملہ سے خبردار کیا اور کہا ابھی اسماعیل عادل شاہ اور پونجی خاتون کو قتل کر کے تخت پر بیٹھ جاؤ، تمام فوج تمہارا ساتھ دے گی، صفدر خان باپ کی لاش دیکھ کر چاہتا تھا کہ ایک پنج مارے، مان نے کہا خبردار! کمال خان کچھرنے کی خبر نہ پھیلے، لوگوں سے جا کر کہہ کہ کمال خان کتا ہے کہ اسماعیل عادل شاہ کا سر چاہیے۔“

پونجی خاتون پہلے سے سمجھی تھی کہ یہ آفت آنے والی ہے، قلعہ میں اس وقت کمال خان کی طرف سے تین سو منسل اور دو تین سو دکنی اور جشی سپاہی تھے، پونجی خاتون نے اُنکو بلا کر کہا کہ تم جانتے ہو کہ یہ تخت عادل شاہ کا ہے، اسماعیل ابھی بچہ ہے، کمال خان ہم کو الگ کر کے خود بادشاہ بننا چاہتا ہے، تم میں سے جو عادل شاہی تخت کا ونا دہو وہ ہمارے ساتھ قلعہ میں رہے اور ہماری مدد کرے اور جب کو اپنی جان عزیز ہو وہ قلعہ سے نکل جائے تم دشمنوں کی کثرت سے نہ ڈرو کمال خان کو کفران نعمت کی سزا ضرور ملے گی، ظاہر ہے کہ ایسی مایوس حالت میں کمال خان کو چھوڑ کر کون پونجی خاتون کا ساتھ دیتا تین سو غلہ بین سے ڈھائی سو اور دو تین سو جشیوں اور دکنیوں میں سے صرف سترہ سپاہیوں نے پونجی خاتون کی میت گوارا کی، اور باقی قلعہ سے نکل کر صفدر خان سے مل گئے، پونجی خاتون نے یہ بھی بڑی عقل مندی کی کہ غداروں سے پہلے ہی قلعہ پاک کر لیا، میں موقع پر اگر یہ دشمنوں سے مل جاتے تو کیا ہوتا؟

پونجی خاتون نے پہلے چاروں طرف سے قلعہ بند کر لیا اور انہیں دو تین سو سپاہیوں کو محل کی چھت پر کھڑا کر دیا اور خود پونجی خاتون، دل شاد آغا، یوسف عادل شاہ کی بہن اور چند عورتیں اٹھیل عادل شاہ کے ساتھ تیر و کان ہاتھ میں لیکر چھت پر کھڑی ہو گئیں، صفدر خان ایک بڑی جمعیت سے قلعہ کی طرف آیا، پونجی خاتون، دل شاد آغا اور سپاہیوں نے صفدر خان کو تیزوں اور پتھروں پر دھرایا، اور اتفاق سے اس وقت مصطفیٰ آقا عادل شاہی خاندان کا ایک قدیم نمک خوار پچاس تو بیچوں کو لیکر خاتون کی مدد کو آیا ان تو بیچوں نے اوپر ہونچ کر گولے اڑانے شروع کر دیے، صفدر خان اپنی ماں کے حکم سے پھرا کہ بڑی تو بین لگا کر ابھی قلعہ ریزہ ریزہ کر دیا جائے، پونجی خاتون اور عورتوں نے کہا کہ اگر تو بین آگئیں تو بھر کچھ نہ ہو سکے گا، اس سے پہلے کوئی تدبیر بن جائے، تو بن جائے، راسے یہ ہوئی کہ سپاہیوں کو چھپ جانا چاہیے اور تمام عورتیں یہیں کھڑی رہیں دشمن سمجھیں گے کہ سپاہی ان عورتوں کو قلعہ میں چھوڑ کر بھاگ گئے، چنانچہ ایسا ہی کیا، سپاہی سب ادھر ادھر چھپ گئے اور عورتیں کھڑی رہیں، غنیم کی جب نظر پڑی تو دیکھا صرف عورتیں ہیں، انکو ہمت ہوئی اور پلیٹ کراٹھوں نے دوبارہ حملہ کیا، قلعہ کا دروازہ توڑ ڈالا، عورتوں نے اُنکی تلک نہ ہلائی اور کھڑی دیکھا لیکن صفدر خان چاہتا تھا کہ پہلا دروازہ توڑ کر دوسرا دروازہ بھی توڑ دے کہ سپاہیوں نے نکل کر اس زور سے حملہ کیا کہ دشمن پھر نہ قہم سکے،

دو تین سو آدمیوں سے فوج کی فوج کا مقابلہ کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے، نظام شاہی خاندان جس نے دکن میں تقریباً سو سو برس تک نہایت کامیابی سے حکومت کی اور جبکا دار الحکومت شہر احمد نگر تھا، اُس کی ایک شاہزادی نے جس



کریسی اور استقلال کا ساتھ اکبر اعظم کی فوج کا مقابلہ کیا وہ قابل حیرت امر ہے چاند خان کو
نظام شاہی حکومت کی بیٹی اور عادل شاہی حکومت کی بہو تھی حسین نظام شاہ بھری (احمد نگر)
اُس کا باپ تھا اور علی عادل شاہ (بیجا پور) اسکا شوہر تھا، علی عادل شاہ کے مرنے پر بیجا پور
سے احمد نگر چلی آئی تھی، اور یہیں رہتی تھی،

اکبر کو جب ہندوستان کی مہمات سے فرصت ملی تو اُسکو تسخیر و کن کی فکر ہوئی شہزادہ
مراد اور خان خان اس مہم پر بھیجے گئے، اسوقت تخت احمد نگر پر برہان نظام شاہ جلوہ افروز
تھا، نظام شاہ نے صوبہ برار اکبر کے پیشکش کر دیا، لیکن اس معاملہ کے اختتام سے پہلے برہان
شاہ کا انتقال ہو گیا اور برار پر اکبر کا قبضہ ہو گیا، شہزادہ مراد اور خان خانان موقع کی تا
مین گجرات میں فوج لیے ہوئے پڑے تھے اسی آٹنا میں برہان شاہ کا جانشین ابراہیم
شاہ امرا کے ہاتھ سے مارا گیا، پنجو خان وکیل سلطنت اور آہنگ خان اور اخلاص تینوں
میں تخت نشینی کے لیے جھگڑا ہوا، ہر ایک نے اپنا ایک جدا جدا بادشاہ بنالیا، آخر آپس کا
نفاق بڑھا اور خنزیریوں تک نوبت پہنچی پنجو خان نے جل کر شہزادہ مراد کو لکھ دیا کہ
نظام شاہی قوت فنا ہو چکی آپ ادھر کا رخ کیجیے، مین بلاتامل احمد نگر کا قلعہ آپ کے
حوالہ کر دوں گا، مراد چل کھڑا ہوا، خان خانان بھی شاہ رخ مرزا دلی بدخشان شہباز خان
راجہ جگناتھ، راجہ درگا، راجہ راجنندا و دیگر امرا کو لیکر روانہ ہوا، جب یہ لوگ احمد نگر کے
قریب پہنچ گئے تو پنجو خان کو اپنی عجلت کا رسی پر سخت ندامت ہوئی کیونکہ اس آٹنا میں
پنجو خان تمام مخالفت تو توں کو دبا کر خود مختار ہو چکا تھا، ناچار قلعہ چھوڑ کر نکل گیا،

چاند خان توں نے دیکھا کہ ہماری آبائی حکومت معدوم ہو چکا ہے اُس نے
عزم کر لیا کہ جس طرح ہو گا مین سلطنت کو بچاؤنگی، اسنے پہلے خود اپنے بعض مخالف امرا کو قلعہ سے

علحدہ کر دیا اور بعض کو توڑ جوڑ کر ملایا، قطب شاہ (گوکٹڈہ) اور عادل شاہ (بیجا پور) سے
 امداد میں طلب کیں اور قلعہ کو ہر طرف سے مضبوط کر کے شہزادہ مراد اور خانخانان کی منتظر
 رہی، شاہزادہ مراد نے ۲۳۔ ربیع الثانی سنہ ہجری کو اپنی فوج قلعہ کی طرف بڑھائی،
 چاند خاتون نے بھی حکم دیا کہ ہماری توپوں کے منہ کھول دیے جاویں، تمام دن مراد کو شش
 کرتا رہا کہ قلعہ تک پہنچ جائے مگر چاند خاتون نے ایک قدم بھی آگے بڑھنے نہ دیا، شام کو
 مراد تھک کر خود ہٹ گیا، دوسرے دن شاہزادہ مراد، شاہ رخ مرزا، خانخانان، شہباز خان
 راجہ جگنا تھ وغیرہ نے مورچہ ڈال چاروں طرف سے قلعہ کا محاصرہ کر لیا، بعض نظام شاہی
 امراء نے لڑ بھڑ کر چاند خاتون کی مدد کو قلعہ میں جانا چاہا مگر خانخانان نے جانے نہ دیا،
 شاہزادہ مراد اور خانخانان مہینوں قلعہ کا محاصرہ کیے پڑے رہے مگر وہ قلعہ کو ٹھیس بھی نہ
 لگا سکے،

اُدھر چاند خاتون کی حسب درخواست عادل شاہ نے پچیس ہزار سوار چاند خاتون
 کی مدد کو بھیجے قطب شاہ نے بھی پانچ چھ ہزار سوار اور کچھ پیادے روانہ کیے، سمجھو خان،
 اخلاص خان، آہنگ خان امراء نظام شاہی بھی اسی فوج کے ساتھ ہو گئے، غرض طرح
 مل ملا کر ایک زبردست فوج طیار ہو گئی، شہزادہ مراد کو اس فوج کا جب حال معلوم ہوا
 تو گھبرا گیا، تمام لشکر میں ایک کھلبلی مچ گئی، آخر اسے یہ قرار پائی کہ اس فوج کے آنے سے
 پہلے پہلے قلعہ لے لینا چاہیے، یوں دھڑک کر قلعہ میں گھس جاتا تو ممکن نہ تھا، تین مہینے میں یہاں سے
 لے کر قلعہ کے برج تک پانچ سرنگین کھودی گئیں اور ان میں بارود بچا دی گئی کہ لگا لگا کر
 قلعہ اڑا دیا جائیگا،

چاند خاتون کو ان سرنگوں کی خبر لگ گئی اس نے اسی وقت بارود نکال کر

سرنگون کو بھرنا شروع کر دیا، شہزادہ مراد کو تو اس کی جلدی تھی، کہ اس قلعہ کی فتح میرے
 نام لکھی جائے، خانخانان کا اس میں ہاتھ بھی نہ لگنے پائے، دوپہر کو خانخانان کے سوا تمام
 امرا اور فوج کو لیکر قلعہ کے رخ پر مستعد کھڑا ہو گیا، کہ ادھر بار دوسے قلعہ اڑا اور ادھر پہنچا
 چاند خاتون اس وقت تک دوسرے سرنگین بھر دیا چکی تھی، اور تیسری کھودی جا رہی تھی، کہ
 شہزادہ نے سرنگون میں آگ لگانے کا حکم دیا، اس زور کی ایک آواز ہوئی اور ایک جہماکا
 ہوا کہ لوگ سمجھے کہ آسمان پھٹ پڑا یا بجلی ٹوٹ پڑی، اور قلعہ کی پچاس گز دیوار دھم سے رڑپڑی
 سامنے شہزادہ اپنے خونخوار اچوتوں اور مغلون کے ساتھ کھڑا نظر آیا، قیامت ہو گئی، لوگوں نے
 دل بیٹھ گئے، کام کرنے والوں نے کام چھوڑ دیا، سپاہیوں کے ہاتھ پائون بھول گئے، فوج
 کے سردار بھاگ کھڑے ہوئے، غرض سارے قلعہ میں عجیب سرسراہٹ اور بدحواسی پھیل گئی،

چاند خاتون کی ہمت دیکھو! اسی وقت گھوڑے پر سوار مسلح، ہاتھ میں تلوار لیے ہوئے
 سراپردہ سے باہر نکل آئی، شہزادہ اس فکر میں تھا، کہ دو باقی سرنگین بھی اڑیں تو حملہ کیا
 جائے لیکن وہ سرنگین ہوں بھی، چاند خاتون نے اتنی ہی دیر میں جلدی جلدی کر کے
 بیسیوں آتش بار توپیں اس شگافت میں کھڑی کر دیں، تمام فوج کو تسکین دے کر پھر ٹپنے پر
 آمادہ کر دیا، مغلون اور اچوتوں نے جان توڑ کر چلے کیے، شہزادہ مراد سر ہٹک پٹک مارا
 مگر چاند خاتون نے ایک انچ قلعہ بھی نہ دیا اور اس ہمت اور دلیری سے فوج کو لڑاتی
 رہی کہ قلعہ کی خندق تمام تک مغلون اور اچوتوں کی لاشوں سے پٹ گئی، شام کو شہزادہ
 ناکام ہلٹا، رات بھر میں چاند خاتون نے خود مسلح کھڑی ہو کر پچاس گز قلعہ کی دیوار میں گز
 بلند کر دی صبح کو مراد نے دیکھا تو پھر وہی پہلی سی دیوار حائل تھی، موافق اور مخالفت دونوں
 کے ٹھہرے چاند خاتون کی اس اولوالعزمی، استقلال اور بہادری پر صدائے آفرین و

و تئیں بند ہوگئی، اور اسی وقت سے چاند خاتون کا لقب چاند سلطان ہو گیا،

اس ناما کی مانی سے تہزادہ مراد کا دل چھوٹ گیا، امرے اکبری میں مقابلہ کی قوت نہ رہی، ناچار صلح کرنی چاہی، اول تو چاند سلطان نے انکار کیا کہ غنیم بیدل ہو چکے ہیں تھوڑی کوشش سے انکو ہزیمت ہو سکتی ہے، لیکن چونکہ لوگ قلعہ میں بند بند گھبرا گئے تھے اس لیے چاند سلطان نے بھی آخر صلح منظور کر لی اور حرب قرار برار کا صوبہ شاہزادہ مراد کے حوالے کر دیا،

غور کرو! کیا اس سے بھی زیادہ کسی عورت کی بہادری ہو سکتی ہے، سلطنت کی بنیاد کمزور، امرا میں نفاق اور خانہ جنگی، قلعہ میں فوج نہیں، سامان رسد نہیں، قلعہ کی دیوار شکستہ اور منہدم، پہلے سے حفاظت قلعہ کا خیال نہیں اور پھر مقابلہ اکبر اعظم اور خانشاہان سے ایسی حالت میں غنیم کو ہٹا کر قلعہ کو بچا لینا، مسلمان عورتوں کا کوئی معمولی کارنامہ نہیں ہے،

ہم نے اپنی یہ داستان جس سرزمین اقدس سے شروع کی تھی، آخر میں ہم پھر اسی کے ایک گوشہ میں آکر پناہ لیتے ہیں، یہ گوشہ عرب، یمن کے نام سے مشہور ہے، پانچویں صدی ہجری کے وسط میں، یہ علاقہ خلافت عباسیہ کے احاطہ اقتدار سے نکل کر، دولتِ فاطمیہ مصر کے قبضہ میں چلا گیا، اور اس کی صورت یہ ہوئی کہ یمن میں ایک مقام حزار سے وہاں مشہور قدیم قاضیوں کا خاندان تھا جو آلِ صلح کے نام سے مشہور تھا، وہاں فاطمیوں کی طرف سے ایک داعیِ زیاد مبلغ، پہونچا

اوس نے اوس خاندان کے ایک توجوان لڑکے مین نجابت اور اولوالعزمی کے غیر معمولی آثار و دیکھ کر اوسکو اپنے رنگ پر لانا شروع کیا، اور اسماعیلی مذہب کی اوس کو تلقین کی، اسکا نام علی بن محمد صلیجی تھا، علی نے جوان ہو کر حوصلہ مندیوں اور اولوالعزمی کے پر وبال پیدا کیے، علی کی ایک چچا زاد بہن تھی جسکا نام اسماء تھا، یہ لڑکی حسن و جمال، تیز دانش، علم و فضل، مروانگی و شجاعت مین بے مثال تھی، علی کی شادی اسماء سے ہوئی، قدرت الہی نے اس طرح گویا دو قوتوں کو باہم منضم کر کے مین کی آئینہ قیمت کا ہیولی تیار کر دیا، اور ان دونوں کی ہمتوں اور تدبیروں سے پورا ملک مین اون کے قبضہ اختیار مین آ گیا،

علی صلیجی کو دشمنوں سے جو معرکے پیش آئے اوس مین اسماء اوس کی دست دہ باز و تھی، ایک دفعہ جب وہ اپنے شوہر کے ساتھ مکہ معظمہ کی طرف کوچ کر رہی تھی کہ دفعۃً دشمنوں نے چھا پہ مارا، صلیجی کے ساتھ آدمی کم تھے، اوسکو شکست ہوئی، اور اسماء دشمنوں کے ہاتھوں مین گرفتار ہو گئی، اور ایک زمانہ تک اوسکے پاس قید رہی، اور بالآخر خود اپنی ہی تدبیروں سے قید و بند کے دروازہ کو توڑ کر باہر نکل آئی، اوس نے سخت چوکی پہرہ کے باوجود روٹی کے اندر ایک خط رکھ کر قاصد کو جو ایک سائل کی صورت مین تھا، اپنے بیٹے کے پاس روانہ کیا، وہ ایک فوج گران لیکر موقع پر آ پہونچا، اور اسماء آزاد تھی، جب تک زندہ رہی مین کی ملکہ وہی تھی، ۸۹۹ھ مین اوس نے وفات پائی،

اسماء کے آغوش تربیت مین دو اور بہادر خاتونان اسلام پلکر جوان ہوئیں، ایک اوسکی لڑکی فاطمہ، اور دوسری اوسکی بہو سیدہ، فاطمہ نے تو اپنے شوہر کی قید سے جسے دوسری شادی کر لی تھی، مروانہ وار گلو غلا صی حاصل کی، چپکے سے اپنی ماں کو

پیغام بھجا، اور وہاں سے فوج منگوا کر مردانہ بھیس بدل کر پل کھڑی ہوئی،

سیدہ اپنی ساس اسار کی وفات کے بعد یمن کی ملکہ ہوئی، اسکا شوہر کرم بخش اور راحت طلب تھا، سیدہ نے سلطنت کے بار کو نہایت عمدگی سے اٹھایا، بہت سی عاتین بنو امین، شہر آباد کئے، فوج کشیاں کیں، دشمنوں کو تلوار دن اور تہ پیر دن دونوں سے زیر کیا، دولت فاطمیہ کی طرف سے جو مراسلے آتے تھے اونہیں اس کے لیے بڑے بڑے اقباب شاہی استعمال کیے جاتے تھے،

ابھی ہکوبیسویں اسلامی ممالک اور سیکنڈون اسلامی شاہی خاندانوں کے اور ق تاریخی اٹھنے باقی ہیں، ایران، ترکستان و روم و افریقہ و مراکش و اندلس کے حالات مطلق اس مختصر سلسلہ معنوں میں نہیں آئے، حالانکہ ان ملکوں اور خاندانوں میں بہادر خواتین اسلام کی کئی بنیں، لیکن افسوس کہ دوسرے ضروری کاموں کی مصروفیت مزید تفصیل کی اجازت نہیں دیتی، مگر جاتے جاتے ہم خواتین اسلام کی ایک اور شجاعت و بہادری کا ذکر کرنا چاہتے ہیں، جو اس جہانی شجاعت و بہادری سے بدرجہا بلند و برتر ہے، اس سے مراد، اونکی اخلاقی و روحانی شجاعت و جرأت ہے،

آغاز اسلام میں متعدد مسلمان خواتین نے اپنے دین و ایمان کی خاطر سخت سخت تکلیفیں اٹھائی ہیں مگر کبھی قبلہ حق سے روگردانی نہیں کی، ہمسیمہ حضرت عمار بن یاسر مشہور صحابی کی والدہ تھیں، اونکو ابوجہل نے اسلام لانے کے جرم میں ایسی برچھی ماری کہ وہ جانبر نہ ہو سکیں،

ام فکیہہ ایک صحابیہ تھیں، حضرت عمرؓ اپنے اسلام سے پہلے اونکو مارتے مارتے

لہ میں کے یہ تمام واقعات، تاریخ عارہ یعنی، مطبوعہ انڈیا آفس لندن میں مذکور ہیں،

تھک جاتے تو کہتے کہ میں نے رحم کھا کر تجکو نہیں چھوڑا ہے، بلکہ اس لیے چھوڑا ہے کہ تھک گیا ہوں، وہ نہایت استقلال سے جواب دیتین کہ ”عمر اگر تم مسلمان نہ ہو گے تو خدا تم سے ان بیرحمیوں کا انتقام لے گا، ازیرہ ایک اور صحابیہ تھیں، وہ بھی اسلام کی راہ میں بے حد ستائی گئیں، ابوہریرہؓ نے اونکو اس قدر مارا کہ اونکی آنکھیں جاتی رہیں، نہ یہیہ اور عمیس یہ دونوں بھی صحابیہ ہیں، یہ بھی اسلام لانے کے جرم میں سخت سے سخت مصیبتیں جھیلی تھیں، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے جب بنو امیہ کے مقابلہ میں حجاز میں اپنی خلافت قائم کی، اور حجاج نے ان پر بڑے سرداران سے فوج کشی کی تو اونکے رفقاء نے ان سے علیحدہ ہونا شروع کر دیا، نخلصوں کی ایک بہت چھوٹی سی جماعت اون کے ساتھ رہ گئی، اوسوقت حضرت ابن زبیرؓ گھبرا کر اپنی ماں، حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیقہؓ کے پاس گئے، اور اجازت طلب کی کہ اگر مناسب ہو تو میں حجاج سے صلح کروں، ”ہمارا ماں نے جواب دیا ”فرزند! اگر تم باطل پر ہو تو آج سے بہت پہلے منکوح کر لیٹی چاہیے تھی، اور اگر حق پر ہو تو رفقاء کی کسی سے دل برداشتہ نہ ہو، حق کی رفاقت خود کیا کم نصرت ہے“ ابن زبیرؓ ماں کے پاس سے واپس آئے اور تمام ہتھیار بھکر، ماں سے رخصت ہونے آئے، ماں نے سینہ سے لگایا تو جسم بہت سخت نظر آیا پوچھا کہ کیا واقعہ ہے؟ فرمایا، میں نے دوسری ذرہ پسین لی ہے، بولیں یہ شہدائے حق کا شیوہ نہیں، ابن زبیرؓ نے ذرہ اتار ڈالی، پھر کہا مجھے ڈر ہے کہ دشمن میری لاش کے ٹکڑے نہ کریں، ماں نے جواب دیا، بیٹا! جب بکری ذبح ہو جاتی ہے تو اوسکو کھال کھینچنے کی حکمت نہیں ہوتی“ اور اس طرح ماں نے بیٹے کو قتل میں بھیجا، اور حق و صداقت کی قربانگاہ پر اپنے دل بند کو نثار کر دیا،

لے یہ تمام واقعات سیرۃ کی کتابوں میں مذکور ہیں،

حضرت ابن زبیرؓ کی شہادت کے بعد حجاج نے ادن کی لاش کو برسرِ راہ سولی پر لٹکا دیا، کچھ دنوں کے بعد حضرت اماءؓ کا جب اودھر سے گذر ہوا، تو بیٹے کی لاش سولی پر لٹکی نظر آئی، کون ایسی مان ہوگی جو اس منظر کو دیکھ کر تڑپ نہ جائے، لیکن وہ نہایت بے پروائی کے ساتھ اودھر سے گذر گئیں، اور لٹکی ہوئی لاش کی طرف اشارہ کر کے یہ بلیغ فقرہ کہا کیا اب تک یہ سوار اپنے گھوڑے سے اترائیں۔“

اس روحانی شجاعت، اخلاقی جرأت، اور بے مثال مبرور استقلال کا نمونہ کہاں نظر آسکتا ہے؟

ناظرین سے رخصت ہو کے اس منظر کو اوسکے سامنے کرتے جاتے ہیں، جب غزناطہ کا آخری سلطان ابو عبد اللہ اپنے آخری قلعہ کی کھجیان، عیسائی فاتحوں کے سپرد کر رہا ہے، اور اپنی تھوڑی سی جماعت کے ساتھ اس سرزمین پر جہانِ مسلمانوں نے ۶۰۰ برس حکومت کی، آخری نظر ڈالتے ہوئے، آنسوؤں کے تار اور سکی دونوں آنکھوں سے جاری ہو جاتے ہیں، ابوقت سلطان کی والدہ عائشہ آگے بڑھ کر کہتی ہیں کہ ”فرزند من! جس چیز کو تم مرد بن کر نہ بچا سکے اب اوس کے لیے عورتوں کی طرح خوب رو لو، اس ایک فقرہ میں استقلال و جرأت کی کتنی روح بھری ہے،

یہ گزشتہ بہادر خواتینِ اسلام کے کارناموں کا ایک دھندلا سا خاکہ تھا، اب سوال یہ ہے کہ موجودہ خواتینِ اسلام آئندہ کی تاریخِ اسلام کے لیے کیا کارنامہ دنیا میں چھوڑ جانا چاہتی ہیں؟

سید سلیمان ندوی

لے بڑی، لے مین پول کی ”مسلمانانِ اندلس“

مصنف کی دوسری کتابیں

ارض القرآن جلد دوم

اقوام قرآن میں سے مدین اصحاب الایکہ، قوم ایوب، نبو اسمیل، اصحاب ارس، اصحاب ہجر، بنو تیدار، انصار اور قریش کی تاریخ، اور عرب کی تجارت، زبان اور مذہب پر تفصیلی بحث صفحہ ۲۵۱

سیرۃ عائشہ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے احوال زندگی، قرون اولیٰ کی خانہ جنگیوں کے اصلی اسباب اور ام المؤمنین کے فضائل و مناقب و روایے اجتہادات و کمالات پر مفصل تبصرہ ضخامت ۳۵۰ صفحہ

لغات جدیدہ

چار ہزار جدید عربی الفاظ کی ڈکشنری

دروس الادب

عربی کی پہلی ریڈر طبع سوم مع ترمیم، دوسری ریڈر طبع سوم

رسالہ اہل سنت و الجماعت

فرد اہل سنت و الجماعت کے اصولی عقاید کی تحقیق

خلافت اور ہندوستان

خلفائے اسلام اور مسلمانان ہند کے باہمی تعلقات کی تاریخ، اہل ناز فرامین شاہی، اور سکوکے ذریعہ سے تشریح و تفصیل

حیات امام مالک

امام مالک کی سوانح عمری اور روایتی موطائے حدیث پر تبصرہ، قیمت

بہادور خاندان اسلام

”میخبر“

